

بنی نوع انسان پر اسلام کے احسانات

پروفیسر سید محمد سلیم صاحب

خلیفۃ اللہ | اسلام وہ دین ہے جس نے نوع بشر کو شرفِ انسانیت سے ہم کنار کیا۔ ساری مذہبی کتابوں میں قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے جس نے انسان کے ”خلیفۃ اللہ“ ہونے کا اعلان کیا ہے۔ خلیفہ ہونے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ زمین پر انسان خود مختار ہے اور آزاد ہے۔ ساری کائنات جاملہ غیر ذی نوح اور غیر ذی عقل مخلوقات سے بھری پڑی ہے۔ فرشتے بھی حکم کے پابند ہیں اور غلام ہیں۔ کائنات میں صرف انسان ہی وہ واحد ہستی ہے جو آزاد ہے اور خود مختار ہے۔

انسان کے خلیفہ ہونے کا اعلان کس کمال میں فرشتوں نے یہ اعتراف کیا تھا کہ یہ خود مختار ہستی ضرور دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے لگی۔ ضرور خونِ خوابہ کرے گی۔ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم اور عقل کی نعمت سے نوازا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (سورہ بقرہ - ۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام نام سکھا دیئے۔

اسماء سے مراد تصورات (CONCEPTS) ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فطرتِ آدم میں تصور سازی — یعنی امتزاع خصائص محسوسات — کی صفت و دیعت کر دی ہے۔ تخیل، تفکر، تدبیر اور عقل سب درحقیقت تصور سازی کے مراتبِ عالیہ ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اعتراض کے جواب میں عقل کی بخشش کا مطلب یہ ہوا کہ اعتراض کا دفعیہ عقل کے ذریعے ہو جائے گا۔

عقل انسان کی بہترین رفیق ہے۔ مادی اشیاء کو سمجھنے میں اور پھر ان کو استعمال کرنے میں عقل نے

انسان کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ دنیا میں انسان کے گرد سب سے بڑا دائرہ مادی اشیاء کا پھیلا ہوا ہے۔ یہ طبیعیات کی دنیا ہے۔ مادی دنیا کو سمجھنے کے لیے عقل بالکل کافی ہے۔ عقل انفرادی سے اگر کبھی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو عقل اجتماعی اس غلطی کی اصلاح کر دیتی ہے۔ مادہ کو تحلیل کرنے، اس کے خواص معلوم کرنے، اس کو پکھننے جانچنے اور استعمال کرنے میں عقل انسانی کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

صدیوں سے عقل کی کدو کاوش جاری ہے۔ اس کے نتیجے میں مادی دنیا سے متعلق جمع کردہ ایک عظیم الشان ذخیرہ آج انسانوں کے پاس جمع ہو گیا ہے۔ اس ذخیرہ کو استعمال کرنے سے انسان نے حیران کن ایجادات اور اختراعات کر ڈالی ہیں۔ اس کی وجہ سے آج انسان ہوا میں اڑ رہا ہے، پانی میں تیر رہا ہے اور پہاڑوں کا جگرہ چیر رہا ہے۔

دنیا میں انسانوں کے گرد دوسرا بڑا دائرہ خود انسانوں کا ہے۔ یہ دنیا ئے انسانیت ہے۔ انسان بغیر فطرت اور غیر ذی عقل مادہ نہیں ہے۔ انسان عقل، شعور اور ارادہ کی دولت سے مالا مال ہے اس لیے انسانوں کا تجزیہ کرنا اور تحلیل کرنا عقل کے لیے انتہائی دشوار کام ہے۔ پھر ذی شعور اور باختیار ہونے کے سبب کوئی بھی دو انسان اس طرح یکساں نہیں ہیں جس طرح دو پتھر یکساں ہوتے ہیں۔ اس لیے عالم انسانیت میں عمرانی، تمدنی، اخلاقی اور مذہبی پہلوؤں میں عقل کی کارگزاری کی تحسین کرتے ہوئے بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عالم انسانیت میں عقل کی کدو کاوش کے نتائج اتنے صحیح اور یقینی نہیں ہوتے جتنے کہ مادی دنیا سے متعلق یقینی ہوتے ہیں۔ یہاں عقل کی تنقیص مقصود نہیں ہے، بلکہ اس کی محدودیت اور نارسائی کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گنہگار ہو گیا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کے شب تاریک سحر کر نہ سکا

انسانوں کے گرد تیسرا دائرہ مادی دنیا سے مادری اور عالم انسانیت سے مادری — حقیقت کبریٰ کا ہے حقیقت کبریٰ کے علم کے بغیر نہ عالم طبیعیات کی حقیقت کھلتی ہے اور نہ عالم انسانیت کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ مگر حقیقت کبریٰ کا دائرہ عقل انسانی کے لیے غیب ہی غیب ہے۔ فطرت انسانی کو غیب جانتے کا بے حد اشتیاق ہے۔ مگر یہاں پرواز کرنے سے عقل انسانی کے پر جلتے ہیں۔ اس مختصر جائزہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بلاشبہ عقل رہنمائی کے فرائض انجام دیتی ہے، مگر بعض دائروں میں اس کی رہنمائی ناکافی ہے۔

اس لیے فرشتوں کے اعتراض کا یہ شافی اور دافی جواب نہیں ہوا۔ اس موقع پر عقل کی نارسائی اور محدودیت کا نقص دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دوسرے انعام سے نوازا۔ فرمایا: قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا

فَمَا يَأْتِيَكُمْ مِثِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ خَلَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا أَهْمٌ يُحْزَنُونَ۔
 (البقرہ ۵ - ۳۸) ”ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے اُن کے لیے خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا۔ پھر اس کے بعد فرمایا ”اور جو اُس کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ تو آگ میں جلنے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عقل کا نقص میں ہدایت الہی سے دُور کر دوں گا۔ یہ ہدایت میں اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ دنیا میں انسانوں کو بھیجتا رہوں گا۔ اب جو لوگ اس ہدایت کی پیروی میں زندگی بسر کریں گے، وہ امن و چین کی زندگی گزاریں گے۔ اور وہ خلافت کے فرائض پورے کریں گے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک میں اور ہر قوم میں ہدایت دینے والے نبی اور رسول بھیجے فرمایا:-
 اِنَّمَا اَنْتَ مَنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ (سورہ زمر ۷) ”تم خبردار کرنے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔“ اللہ کی ہدایت دو اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے:- کتاب ہدایت اور عملی الطباق بتلنے والی سنت رسول۔ قدیم زمانہ سے اللہ تعالیٰ مختلف قوموں میں کتاب اور رسول دونوں بھیجتا رہا۔ آخری کتاب ہدایت قرآن مجید ہے۔ اور آخری مستند نمونہ ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہے۔ آج ہدایت الہی صرف قرآن مجید سے اور سنت رسول سے مل سکتی ہے۔

یہ ہدایت انسانی ذہن کی ساخت پر داخنتہ نہیں ہے۔ یہ ہدایت علیم وخبیر خدائے بزرگ و برتر نے براہ راست حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔ یہ ہدایت ان تمام ضروری علوم و معارف کا ذخیرہ ہے، جس کی نوع انسان کی ضرورت ہے اور جو عقل انسانی کی دسترس کا بلنا ہے۔ اس ہدایت کو آٹھ ہونے چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ اس ہدایت نے عالم انسانیت کو ہزار ہا نعمات دیے ہیں۔ عالم انسانیت اس ہدایت سے مختلف طریقوں سے مستفید اور متمتع ہوتی رہی ہے۔ رحمت عالم کا فیضان عام رہا ہے۔ وہ اقوام جو ان پر ایمان لائیں وہ بھی اور وہ اقوام جو ان پر ایمان نہیں لائیں وہ بھی دونوں رحمت عالم اور ہدایت اعظم کی لائی ہوئی تعلیمات سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اس سرچشمہ ہدایت سے ان چودہ صدیوں میں جو فیض جاری ہوا ہے اُس کا ہم مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔ انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا تو بڑا دقت اور محنت طلب ہے۔ ہم تو صرف چند عنوانات کے تحت اسلام کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہیں۔
 انسانی عظمت ۱۔ اسلام سے قبل انسان ہر جگہ ذلیل و خوار تھا۔ شرک و بت پرستی نے ہر جگہ انسان کی ذلیل

کہ رکھی تھی۔ کہیں وہ مٹی اور پتھر کے بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو رہا تھا۔ کہیں اپنے جیسے گوشت پرست کے انسانوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا کر ان کے سامنے عجز و نیاز سے اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا۔ اسلام نے انسان کو شرفِ انسانیت سے آگاہ کیا۔ اُس کو خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کا احساس دلایا۔ ساری مخلوقات کے مقابلے میں اس کو اپنی عزتِ نفس کا شعور دلایا۔ شرک و بت پرستی کے خلاف اسلام نے اس زورِ شعور سے صورِ مچھونکا کہ قصرِ بت پرستی میں زلزلہ آگیا اور بت پرست خود بت شکن بن گئے۔

اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر شنکر اچاریہ نے ہندوستان میں مورتنی کھنڈت کا نہ بد دست پر چار کیا۔ جس کے بعد کبیر پنپتی اور نانک پنپتی جیسے فرقے ہندوؤں میں پیدا ہوئے۔ جو بت پرستی کے شاید مخالف ہیں جو شرک کا رد کرتے ہیں اور توحید کا دم بھرتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر، بلکہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر مارٹن لوتھر نے کیتھولک مذہب کے خلاف بغاوت کی، پوپ کے خلاف اور بت پرستی کے خلاف جہاد شروع کیا اور مسیحیت کا وہ ایڈیشن تیار کیا جس میں بت پرستی بالکل نہیں ہے۔

۲۔ مسیحی دنیا میں انسان کے پیدائشی گنہگار (ORIGINAL SIN) ہونے کا عقیدہ رائج تھا کتنی ہی بڑی نیکی ہو اُس گناہ کو تامل نہیں کر سکتی تھی۔ ہندو دنیا میں پیدائشی بدی (شودر) کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ پیدائشی نیکی (برہمن) کا عقیدہ بھی رائج تھا۔ جس کے بعد نیکی اور بدی کا سب عمل بیکار تھا۔ اس طرح نیک اعمال اور حسن کردار کی جانب سے ہر جگہ غفلت تھی۔ اسلام نے ان باطل عقیدوں کی تردید کی۔ نجات کا بھی اور ہلاکت کا بھی دار و مدار اعمال پر بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر سو فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ اُس کے ماں باپ ہیں جو اُس کو یہودی، عیسائی اور مجوسی بنالیتے ہیں۔“ پیدائشی گنہگار ہونے کا تصور قطعاً باطل ہے۔ اسی خیال کو علامہ اقبالؒ نے اپنے شعر میں پیش کیا ہے یہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاک کی اپنی فطرت میں نہ نور می ہے نہ ناری ہے

۳۔ اسلام نے دنیا کو انسانی جان کا احترام سکھایا۔ اسلام سے قبل ساری دنیا میں قتلِ اطفال، خصوصاً قتلِ بنات کا رواج عام تھا۔ لوگ لڑکی کی پیدائش کو عار سمجھتے تھے۔ اسلام نے اس رسمِ قبیح کو سختی سے ختم کر دیا۔ آج دنیا کو تسلیم ہے کہ دنیا سے قتلِ اطفال کی لعنت کا انسداد نبیؐ عربی کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ دائرۃ المعارف مذہب و اخلاق میں درج ہے :-

AS A MORAL REFORMER MOHAMMAD HAS TO HIS

CREDIT THE ABOLITION OF INFANTICIDE

(ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICS-VOL VIII P.576)

۴۔ یہ اسلام ہے جس نے سب سے پہلے خودکشی کو حرام قرار دیا اور کہا کہ یہ بزدلی ہے اور کائنات حیات سے راہ قرار ہے۔ ورنہ آج بھی کتنے ہی نام نہاد دانشور ایسے ہیں جو خودکشی کو جائز سمجھتے ہیں۔

۵۔ اسلام نے بجز عدالتی چارہ جوئی کے کسی دوسری صورت میں قتل انسانی کی اجازت نہیں دی ہے۔ اور انسانی جان کو انتہائی محترم قرار دیا ہے۔ اقبالؒ کہتے ہیں:-

آدمیت، احترام آدمی باخبر شود از مقام آدمی

فسطائی نظام ہائے فکر میں افراد کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ وہ معاشرہ کی مشین میں ایک غیر اہم چمک نہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فسطائی حکمران انسانوں کو قتل کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ ہٹلر نے چھ لاکھ یہودیوں کو مختلف جیلوں جہازوں سے قتل کر دیا تھا۔ روس میں اجتماعی کاشتکاری کی اسکیم کے نفاذ کے موقعہ اسٹالن نے پندرہ لاکھ انسانوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔ ماڈرنے تنگ کے حکم سے پکینگ سے لہا سہ رتبت آنک ریل کی پٹری بچانے میں کم از کم پندرہ ہزار مزدور مر کھپ گئے۔ وہ انسانی کی کوئی قدر نہیں ہے۔ ان کے مقابلے میں اسلام کے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے: **لَوْ أَنَّ عَنَاكَ ذَهَبَتْ بِشَاطِئِ الْفَرَاتِ لَأَخَذْتُ بِهَا عُمَرُ بْنُ الْوَيْهَاقِيَّامَةَ**۔ یعنی "معاصل فرات پر (انسان تو کجا) اگر بکری کا بچہ بھی ظلم سے مارا جائے گا تو کل قیامت کے روز عمر سے اس کی بازو پھوس ہوگی" اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے احترام انسانیت کا کتنا لطیف احساس افراد کے اندر پیدا کر دیا تھا۔

۶۔ انسان عقل و فہم، شعور و احساس سے عبارت ہے۔ انسان کو عقل و فہم سے عاری کرنا ذلت حقیقت اس کو شرف انسانیت سے نیچے گرا دینا ہے۔ شراب خوری اور نشہ بازی دراصل عقل و شعور کو زائل کرنے دینے والا عمل ہے۔ شراب خوری انسانیت کے لیے باعث تنگس اور خوار می ہے۔ ہزار ہا عائلی اور معاشرتی خرابیوں اور تباہ کاریوں کی جڑ نشہ بازی کی علت ہے۔ اسلام نے شرف انسانیت کو تحفظ دینے کے لیے نشہ خوری کو حرام قرار دیا ہے۔ آج ساری دنیا اس عیب میں مبتلا ہے۔ مگر مسلمان بڑی حد تک اس علت سے محفوظ ہیں۔ عظیم مؤرخ آرنلڈ ٹامپنی لکھتا ہے:- "دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ شراب خوری

کی لعنت سے بچا ہوا ہے۔ کہ وڑوں مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے نہ شراب کا رنگ دیکھا ہے اور نہ وہ اُس کی بو سے واقف ہیں۔ شراب نوشی کی تباہ کاریوں کا احساس دُنیا کو اب ہونا جابر ملے مگر اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی اس کو حرام قرار دے دیا تھا۔

۷۔ جسمانی طہارت اور نفاست کا جو معیار اسلام نے اپنے پیروؤں میں مقرر کیا ہے۔ وہ آج بھی دوسری اقوام میں ناپید ہے۔ اقل اس اور ناداری کے باوجود مسلمان زیادہ طہارت پسند ہیں۔ نجاستِ غلیظہ اور نجاستِ خفیہ، نجاستِ بدنی اور نجاستِ حکمی کا تصور بھی دوسری اقوام میں نہیں ہے۔ اسلامی طریقہ غسل اور مغربی طریقہ غسل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

۸۔ مذہب اور عقیدہ کی آزادی سب سے پہلے اسلام نے دی ہے۔ قرآن مجید و اشکاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَن شَاءَ فَلْيُكْفَرْ (کہف-۱۹)

”اے نبی!۔ صاف کہہ دو کہ یہ سچ ہے تمہارے رب کی طرف سے۔ اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔“

دوسری جگہ فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ ۵-۲۵۶)

”دین کے معاملے میں کوئی نہ بددستی نہیں ہے صحیح بات غلط افکار سے چھانٹ کر الگ کر دی گئی ہے۔“

اسلام سے قبل کسی مذہبی کتاب میں اور کسی حکیم اور کسی فلسفی کی تعلیمات میں مذہب اور عقیدہ کی آزادی اور رواداری کا سراغ نہیں ملتا۔ یہ اسلام ہے جس نے دنیا کو یہ آزادی بخشی ہے۔ مذہبی اقلیتوں نے جتنا آرام و سکون اسلامی حکومتوں میں پایا ہے، اتنا کسی دور میں اور کسی حکومت میں نہیں پایا۔ مسلمانوں نے جداگانہ ملت قرار دے کر غیر مسلموں کو نہ صرف دین و عقیدہ کی آزادی دی تھی بلکہ اپنی کچھ اور ثقافت کے تحفظ کا بھی حق دیا ہے۔ اس کے برخلاف آج کے دور میں بلند بانگ آزادی خیال اور لادینی ریاستیں اقلیتوں کی ثقافت اور تہذیب کو اکثریت کے رنگ میں مدغم کرنے پر مصر ہیں۔ اس طرح ان کا تہذیبی وجود فنا کر دینا چاہتی ہیں۔

۹۔ لادینیت اے بے مقصد زندگی کے مقابلے میں ایمان باللہ کی بامقصد زندگی ہزار درجہ افضل ہے۔ اور ہزار گونہ سکون و طمانیت بخش۔ ایمان باللہ انسان کے ضمیر کے اندر اخلاص عمل اور خود احتسابی

کے جذبہ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ رزم گاہِ خیر و شر میں یہ جذبہ انسان کا سب سے قوی مہمکتیا رہے۔ ایمان باشد کے بعد ایک مومن مسلسل اور پیہم اخلاقی اور روحانی ترقی کرتا رہتا ہے۔ عبادات کی پابندی سے انسان کے اندر انضباطِ نفس اور مستقل مزاجی کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ہر دم یہ خواہش رہتی ہے کہ حُسنِ عمل اور حُسنِ کردار کا بہتر سے بہتر نمونہ پیش کر کے اپنے ربِ کریم کی رضا حاصل کرے۔

عورت کا وقار — اسلام سے قبل عورت نہایت پستی میں تھی۔ نہ اُس کی کوئی حیثیت تھی، نہ وہ جس کی مالک بن سکتی تھی۔ ہندوستان میں شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کی زندگی اس قدر ناجائز ہو جاتی تھی کہ وہ محض اس سے نجات حاصل کرنے کی خاطر شوہر کے ساتھ جل کر مرنا پسند کرتی تھی۔ مسیحی دُنیا میں بھی عورت کا حال خراب تھا۔ ۳۲۵ عیسوی تک (NIEA CA) ترکی میں پادریوں کی ایک عظیم الشان کونسل منعقد ہوئی تھی، جس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ عورت انسان نہیں ہے۔ اس کی فطرت داغدار ہے۔ ایمان میں عورت کی حالت اور بھی ابتر تھی۔ وہاں محرمات بھی شہوانی تعدی سے محفوظ نہیں تھیں۔ عورت لذتِ اندوزی کا ایک کھلونا تھی۔ شاہ شاہ دارا اول اپنے باپ بہمن کا بیٹا بھی ہے اور نواسہ بھی۔ مانی کے مذہب نے تو نہ زمین اور زن کو مشترکہ ملکیت قرار دے دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں جتنے جنرل تھے وہ سب ملکر پورانِ دخت کے شوہر بن گئے تھے۔ اُس وقت کی مہذب دُنیا کا یہ حال تھا۔

۲ — مسیحی دُنیا نے عورت کی جداگانہ شخصیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شادی سے قبل وہ باپ کی شخصیت کا جزو ہوتی تھی۔ اور شادی کے بعد وہ شوہر کی شخصیت کا ضمیمہ بن جاتی تھی۔ پہلے وہ مسِ جانس کہلاتی تھی۔ اب وہ مسز تھا من کہلاتی تھی۔

اسلام نے عورت کو مستقل بالذات شخصیت کا مالک قرار دیا۔ شادی سے قبل بھی وہ عائشہ اور فاطمہؓ تھیں اور شادی کے بعد بھی وہ عائشہ اور فاطمہؓ رہتی ہیں۔ مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر آج کل بعض مسلمان عورتیں اپنا نام مغربی طریقہ پر لکھنا پسند کرتی ہیں، مثلاً طاہرہ خورشید۔ ان کم فہموں کو یہ خبر نہیں کہ اس طریقہ سے وہ اپنی مستقل حیثیت کا انکار کر رہی ہیں اور شوہر کی شخصیت کا ضمیمہ بننا قبول کر رہی ہیں۔

۳ — دُنیا میں سب سے پہلے اسلام نے تہ کہ میں لڑکے کے ساتھ لڑکی کو بھی حصہ دار مقرر کیا۔ اب اگر مسیحی دُنیا اور ہندو دُنیا (ہندو کوڈ ۱۹۵۶ء) عورتوں کو وراثت میں شریک کر رہی ہے تو یہ دراصل اسلام کی صدائے بازگشت ہے۔ اسلام نے عورت کو ملکیت رکھنے کا بھی حق دیا ہے جو اس صدی میں اہل یورپ ان کو

عطا کر رہے ہیں۔

۴۔ اسلام نے عورت کا درجہ معاشرہ میں اخلاقی اور دینی اعتبار سے بلند کیا۔ عورت کی تین حیثیتیں ہیں ماں، بیوی اور بیٹی۔ ماں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ماں کی خدمت کرو۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے“ قرآن مجید کا حکم ہے: ”والدین سے آف بھی مت کہو، ان کو جھڑکو بھی نہیں“ بیوی کے متعلق حضور کی حدیث ہے: ”تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا“ بیٹی کی پیدائش کو آج بھی بعض اقوام مجرما سمجھتی ہیں۔ اس سلسلے میں حضور نے فرمایا: ”جس شخص کے دو بیٹیاں پیدا ہوں اور وہ اُن کی اچھی تعلیم اور تربیت کرے اور پھر اچھی جگہ شادی کر دے، تو وہ شخص جنت میں جائے گا“ اس کے بعد سے ماں کی اطاعت و فرمانبرداری اور بیوی کے ساتھ حسن سلوک اسلامی معاشرہ کا عام و طبعی گیا۔

(باقی)

نوٹس

(۱)

قارئین ماہنامہ ترجمان القرآن سے التماس ہے کہ اگر کسی کو ماہنامہ کے حساب کتاب کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو فوراً مطلع فرمائیں

(۲)

تمام حضرات اپنا نیا خریداری نمبر نوٹ فرمالیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا سوال ضرور دیں۔